داعیان دین کیلئے باہمی الفت و محبت کی ضرورت

نعیم صدیقی
لاہور

دین خدا کی طرف سے ایک رحمت ہے اور اسمیں انسانیت سے محبت کی روح کام کرتی ہے دین خدا کی محبت کا سرچشمہ دلوں میں جاری کرتا ہے اور پھر اس سے محبت صداقت، اور محبت انسانیت کے دھارے بہ نکلتے ہیں۔ محبت انسانی کی معراج اخوت ہے۔

فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا

پھر اس نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کیلئے محبت بھر دی اور تم بھائی بھائی بن گئے۔

حضورﷺ نے فرمایا:

لا تدخلون الجنة حتی تومنو ولا تومنوا حتی تحابو

تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم صاحب ایمان نہ بنو اور تم صاحب ایمان نہیں ہو سکتے جب تک تم آپس میں محبت نہ کرو۔

صبر، تحمل، رواداری، ہمدردی، رحم دلی، ایثار، خیرخواہی، مدارات، تواضع، حلم وغیرہ بے شمار خوبیاں ہیں۔ جن کے سوتے سرچشمہ محبت ہی سے پھوٹتے ہیں بصورت دیگر اگر نفسانیت کی گولاہٹ چشمہ دل میں پیدا ہو جائے تو پھر متذکرہ خوبیوں کے بجائے کبر، حسرت، نفرت، انتقام، تصادم، اشتعال، غیبت، تشدد، جتھے بندیاں، سازشیں اور اس طرح کے دوسرے رزائل انسان کی زندگی پر چھا جاتے ہیں۔

> محبت ذریعہ ہم اہنگی ہے محبت ایک دوسرے کا احترام سکھاتی ہے۔ محبت دلوں کو جوڑتی ہے محبت ازالہ شکوک و شبہات کا ذریعہ بنتی ہے۔ اور محبت پر ذہنی صحتمندی اور کردار کی مضبوطی کا انحصار ہے

آنحضورﷺ نے محبت کا ایک تقاضا یہ بتایا ہے کہ اپنے بھائی کیلئے وہی کچھ پسند کرو جو کچھ اپنے لئے کرتے ہو۔ یعنی تم اپنے ساتھ کیسا برتاؤ چاہتے ہو؟ تم دوسروں کی طرف سے کس لہجے میں بات کرنا پسند کرتے ہو؟ تم کبر اور تحقیر کو دوسروں کی طرف سے اچھا سمجھتے ہو۔ تمہیں کیا کسی ساتھ کی انانیت مرغوب ہوتی ہے؟ تم کیسا مال پسند کرتے ہو؟ کیسی عزت اپنے لئے چاہتے ہو؟ کیا تمہیں اچھا لگتا ہے کہ بات بات پر لوگ تمہیں مجرم ٹھہرائیں؟ کیا تمہیں دھمکیاں دی جائیں تو تم خوش ہوتے ہو؟ پس جو جواب تم ان سوالوں کا اپنے لئے چاہتے ہو وہی اپنے ہر بھائی کیلئے چاہو۔

محبت ذریعہ ہم اہنگی ہے محبت ایک دوسرے کا احترام سکھاتی ہے۔ محبت دلوں کو جوڑتی ہے محبت ازالہ شکوک وشبہات کا ذریعہ بنتی ہے۔ اور محبت پر ذہنی صحتمندی اور کردار کی مضبوطی کا انحصار ہے۔

محبت ہو تو آدمی اپنے اقرباء اور رفقاء کی خوبیوں اور ان کے فضائل کی قدر کرتا ہے ان کی کمزوریوں سے درگزر کرتا ہے اور اگر کسی کمزوری کی اصلاح مطلوب ہو تو ایسے خیر خواہانہ اسلوب سے ملتا جلتا اور بات چیت کرتا ہے کہ اختلافات کے پہاڑ روئی کی طرح اڑ جاتے ہیں۔

محبت دوسروں کے دلوں کو نرم کرتی ہے اور محبت ذہنوں کے بند دروازے کھول دیتی ہے۔ کسی کو بھائی کہہ کر (اور حقیقتاً بھائی سمجھ کر) بلانا، پاس بٹھانا، خود اس کے پاس چلے جانا، اس کے شکوک دور کرنا اس سے شکایت ہو تو خوبصورت طریق سے بیان کرنا، یہ سب کچھ بہترین نتائج کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

محبت ہوتی ہے تو آدمی دوسرے بھائی کو معاف کرنے کیلئے بآسانی رضامند ہو جا[illegible]

محبت ہی یہ ترغیب بھی دلاتی ہے کہ [illegible]خص خود آگے بڑھ کر دوسرے سے اپنی کسی غ[illegible]ی معافی مانگے۔

محبت دل مالا مال ہو تو وہ کسی دوسرے کی کمزوری دیکھنے سے پہلے اپنے احوال دروں اور اعمال ظاہر پر بھی نظر ڈال لیتا ہے۔

محبت سے دوسروں سے خراج نہیں مانگتی بلکہ وہ اپنی طرف سے دوسروں کیلئے ایثار کرتی ہے۔

محبت ہو تو آدمی اپنے اوپر والوں کا احترام کرتا ہے اور اپنے نیچے والوں سے شفقت رکھتا ہے۔

محبت احترام آدمیت پیدا کرتی ہے۔ اور ایک بھائی بڑے سے بڑے مرتبے پر ہو کر بھی کسی کو چھوٹا اور ادنیٰ قرار نہیں دیتا۔ ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور سارے انسان اس کے دیئے ہوئے اعزاز سے مالا مال ہیں خصوصاً وہ لوگ جو کلمۃ اللہ کے قائل ہوں وہ چاہے امیر ہوں یا فقیر ایک ہی خاندان ہیں۔

محبت ہو تو سینے میں کسی کیلئے کینہ بھرا نہیں رہ سکتا۔ اور سینے بے کینہ سے جو بات نکلتی ہے وہ اثر رکھتی ہے۔ محبت دعوت حق کو پھیلانے کیلئے بھی اشد ضروری ہے جو شخص یہ کام کرنا چاہے اس میں اتنا حوصلہ ہونا چاہئے کہ وہ لوگوں کی طرف سے نہ صرف تنقید اور اعتراض ٹھنڈے دل سے سنے بلکہ ان کی بدکلامی اور یاوہ گوئی بھی برداشت کرے۔

محبت کا جوہر پاس ہو تو آدمی دشمنوں سے بھی بات کرنے سے نہیں جھجکتا لیکن اگر لوگوں سے نفرت ہو تو پھر بہترین دلائل بھی کارگر نہیں ہوتے۔

محبت کی فضا میں دلائل کا وزن اور بڑھ جاتا ہے جب کسی کو یقین ہو کہ ایک ایسا شخص مجھ سے بات کر رہا ہے جس میں نہ کبر ہے نہ تحقیر ہے نہ وہ کسی اونچائی پر کھڑا ہو کر بول رہا ہے بلکہ وہ مجھ تک محض اس لئے ایک پیغام فلاح پہنچا رہا ہے۔ کہ اس کے دل میں میرے لئے محبت اور خیر خواہی ہے تو وہ بات سنتا ہے اور اس سے اثر لیتا ہے۔ اگر فوراً نہیں تو کچھ مدت کی مساعی کے نتیجے میں اس کے اندر تبدیلی نمودار ہوتی ہے۔

لوگ جب ایک دعوت کے علمبردار دل میں ایک مدت تک محبت کا نور جلوہ فرما دیکھتے ہیں کوئی جھگڑا ان کے سامنے نہیں آتا کوئی گالم گلوچ اور ہاتھا پائی نہیں ہوتی اختلافات پر رسہ کشی کا تماشا دکھائی نہیں دیتا لیکن کہیں وہ ان کے ایک دوسرے کے خلاف غیبت کرتے اور غائبانہ طور پر الزام لگاتے نہیں دیکھتے ہیں کہیں وہ ان کی الگ الگ ٹولیوں میں کھسر پھسر کا دور چلتا نہیں پاتے تو پھر وہ ایسے لوگوں کے مجموعی طرز عمل سے متاثر ہو کر آہستہ آہستہ ان کے قریب ہوتے اور ان کی دعوت قبول کرتے ہیں۔

محبت دوسروں کے دلوں کو نرم کرتی ہے اور محبت ذہنوں کے بند دروازے کھول دیتی ہے۔ کسی کو بھائی کہہ کر (اور حقیقتاً بھائی سمجھ کر) بلانا، پاس بٹھانا، خود اس کے پاس چلے جانا، اس کے شکوک دور کرنا اس سے شکایت ہو تو خوبصورت طریق سے بیان کرنا، یہ سب کچھ بہترین نتائج کا ذریعہ بن جاتا ہے

صاحب دعوت کے طرز عمل کے کسی پلو میں محبت کے بجائے اگر نفسیات کارفرما ہوتی ہے تو خوشنما ساحرانہ لفاظیوں سے اول تو کوئی بڑا نتیجہ نہیں نکلتا اور اگر اکا دکا افراد جذباتی اثر لے بھی لیتے ہیں۔ تو اندر مچی ہوئی غلاظتوں کے وہ جس قدر قریب جاتے ہیں اور ان کی بدبو اور سرانڈ محسوس کرتے ہیں۔ تو وہ یا تو ساتھ چلتے ہوئے خود بھی بگڑتے ہیں اور دوسروں میں بھی مزید بگاڑ پیدا کرتے ہیں یا پھر وہ کوسوں دور بھاگتے جاتے ہیں اور پھر کوئی خوشنما نعرہ اور کوئی پر جوش مظاہرہ ان کو کھینچ کے واپس نہیں لا سکتا۔

محبت میں انسانوں کیلئے کشش ہے۔ بیوی بچوں کے دائرے میں، پڑوسیوں اور دوستوں کے دائرے میں رفیقوں اور ہم سفروں کے دائرے میں ایک دفتر اور ایک ادارے میں مل کر کام کرنے والوں کے دائرے میں محبت نہ ہو تو آدمی کی شخصیت دوسروں کو دور دھکیلنے کا سبب بن جاتی ہے۔

یہ کشش جب کم ہو جاتی ہے تو لوگ چھوٹے چھوٹے قواعد اور ضابطوں کی کسی ایک تعبیر کی آڑ لے کر مشکل سے حاصل شدہ قیمتی افراد کو پل بھر میں دور پھینک دیتے ہیں۔ حالانکہ اہل دعوت کا اصل کام یہ ہے کہ وہ تھوڑی سی خوبیاں رکھنے والے انسانوں کو اپنی طرف کھینچیں، پھر اور قریب کریں یہاں تک کہ ان کو جذب کر لیں۔

پس خدا کے دین کی دعوت دینے والے لوگ اگر الفت قلوب اور مقام اخوت تک پہنچنے میں کوتاہ رہ جائیں تو وہ حقیقت میں اپنی دعوت اور مقصد کو نقصان پہنچانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

محبت خود اجتماعیت کی بھی ایک ضرورت ہے اول تو قسم قسم کے کبر اور طرح طرح کی کدورتیں رکھنے والے لوگ کبھی جمع ہو کر کوئی ٹھوس نظم بنا ہی نہیں سکتے لیکن اگر بنا ہی لیں تو اسے چلا نہیں سکتے۔ اور اگر انہیں پہلے سے کوئی بنا بنایا دینی نظام محبت و اخوت مل جائے تو وہ اپنے طرز عمل کے چند جھٹکوں سے اس کے بھی انجر پنجر کو ہلا کر رکھ دیں گے۔

وہ بھی محبت ہی ہوتی ہے جو رہنماؤں اور ذمہ دار اصحاب کے ساتھ ارکان اور کارکنوں کو جوڑتی ہے اور ان کے دلوں میں اپنی صف اول کا خاص احترام

پیدا کرتی ہے۔ جوابا راہنماؤں اور ذمہ دار حضرات کا بھی فریضہ یہ ہے کہ ان ارکان اور کارکنوں سے مشفقانہ محبت رکھیں جس کے جڑنے سے اجتماعیت کی ایک مشینری بنی اور چل رہی ہے اور ان میں سے ہر فرد ان کی بڑائی اور عظمت اور ان کے احترام کا اعتراف کرتے ہوئے اور ان سے محبت رکھتے ہوئے ان کے احکام کو تسلیم کرتا ہے۔

کوئی شک نہیں کہ امراء و اکابرین کو کبھی نہ کبھی کسی خرابی کا ازالہ کرنے کیلئے سخت احکام بھی دینے پڑتے ہیں۔ اور وہ سب محنت، صداقت اور محبت اجتماعیت کام کی رہن ہوتی ہے۔ اس میں اگر اکثر و بیشتر تحکم کا انداز اختیار کیا جانے لگے لوگوں کی بات نہ سنی جائے، ان کی معقول شکایات کا اعتراف کر کے اصلاح کرنے کا جذبہ نہ ظاہر کیا جائے ان کو اطمینان بخش جواب نہ دیئے جائیں ان کے جائز حقوق کو وزن نہ دیا جائے ان کے ساتھ انصاف کا برتاؤ نہ کیا جائے تو آہستہ آہستہ پھر سارا نظام سمع و طاعت مل جل کر ایک حرکت کرتے ہیں مگر ان میں انسانی نظم کی اصل روح باقی نہیں رہتی۔

لوگ اگر تنقید و احتساب کریں تو محبت باہمی کا تقاضا یہ ہے کہ خندہ پیشانی سے ان کے احساسات کو معلوم کیا جائے کوئی غلط فہمی ہو تو انہیں مناسب طور سے بات سمجھا دی جائے اگر ان کے سامنے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کا اعتراف کیا جائے یا کسی خرابی یا کمزوری کے ازالے کی فکر کی جائے بلکہ علو مرتبہ تو یہ ہے کہ خود دعوت تنقید و احتساب دی جائے کہ دل جمعی سے اپنی پوری بات کہو۔

اجتماعیت کی لازمی صورت شورائیت ہے اس سطح پر بھی جب دس پچاس افراد ایک ہو جاتے ہیں تو پیش نظر موضوعات پر لوگوں کی آراء مختلف ہوتی ہیں انداز بیاں مختلف ہوتے ہیں لب و لہجہ مختلف ہو جاتا ہے ایسی مجالس میں تنقید و احتساب کے مراحل بھی آتے ہیں لیکن یہ ساری چیز جس قوت سے صاف ہو جاتی ہے وہ دلائل و حقائق کے اندر کام کرنے والی محبت ہوتی ہے۔

اجتماعیت میں کبھی کبھار خاص خاص معاملات بھی نمودار ہوتے ہیں ان کو یا تو مصالحانہ طریق سے حل کرنا ہوتا ہے یا عدالتی طریقے سے اور ہر دو طریقوں سے ہر طریقے میں وہی جذبہ محبت

محبت کا جوہر پاس ہو تو آدمی دشمنوں سے بھی بات کرنے سے نہیں جھجکتا لیکن اگر لوگوں سے نفرت ہو تو پھر بہترین دلائل بھی کارگر نہیں ہوتے۔ محبت کی فضا میں دلائل کا وزن اور بڑھ جاتا ہے جب کسی کو یقین ہو کہ ایک ایسا شخص مجھ سے بات کر رہا ہے جس میں نہ کبر ہے نہ تحقیر ہے نہ وہ کسی اونچائی پر کھڑا ہو کر بول رہا ہے بلکہ وہ مجھ تک محض اس لئے ایک پیغام فلاح پہنچا رہا ہے۔ کہ اس کے دل میں میرے لئے محبت اور خیر خواہی ہے تو وہ بات سنتا ہے اور اس سے اثر لیتا ہے

کارفرما ہونا چاہئے ایسی کاروائی میں ہر فریق کو یہ احساس ہو کہ اس کے ساتھ انصاف کیا گیا اور کسی شخص کے ساتھ عمر یا علم یا عہدے کی بناء پر کوئی خاص رعایت روا نہیں رکھی گئی ہے ہر کسی کی غلطی کے بالمقابل اس کی خدمات کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس جوہر محبت سے خالی جب کوئی شخص میدان میں آتا ہے تو اچھی خاصی اجتماعیت کو بکھیر دیتا ہے اور جب کوئی دوسرا شخص پیکر محبت بن کر ذمہ داری سنبھالتا ہے تو بکھرے تارے مل کر پھر کہکشاں بن جاتے ہیں۔

یہ گفتگو تو محض برائے تذکرہ ہے کہ انسانیت کو پروان چڑھانے والے اس مادہ پرستانہ دور میں ہم خدا کی محبت صداقت کی محبت اور انسانوں کی محبت کا سرمایہ اپنے خزانہ روح میں کم نہ ہونے دیں۔

آج کے معاشرے میں سیلز مینوں کا میٹھا تکلم رہ گیا ہے یا سیلز گرلز کا مصنوع تبسم۔ کرہ ارضی کے تمام انسان قسم قسم کی انسانی خدائیوں کے پجاری ہیں اور ہر کسی پر خوف غم اور حسرت و ارمان یاس و قلق و اضطرب اور التہاب کی وباؤں کا شدید حملہ ہے۔

اس قسم کی فضا کے محافظوں کے خلاف اگر جہاد بھی کرنا پڑتا ہے تو آئیں ان ہزارہا انسانوں کو بچانے کیلئے محبت انسانیت کام کر رہی ہوتی ہے۔ جو اس فضا میں پس رہے ہوتے ہیں اے وہ لوگو جو ساری نوع انسانی کو کینہ و نفرت اور مفاد تعیش اور تشدد و جرم کے بھرے ہوئے اس ماحول سے بچانا چاہتے ہو تو خدا کیلئے تاریکی میں ڈوبی ہوئی انسانیت کے سامنے محبت خدا اور محبت و صداقت اور محبت انسانیت کے چراغ روشن کرو۔ اگر تم نے خود اپنے اندر یہ چراغ گل کر دیئے اپنے ہی دلوں کے گرد دھواں دھاری پیدا کر دی اور آہستہ آہستہ تم خود ہی بحر ظلمات میں ڈوبنے لگے تو پھر اربوں انسانوں کو کون سہارا دے گا۔

كونوا عباد الله اخوانا

جماعت کے نامور خطیب قاری تاج محمد شاکر، خطیب جامع مسجد قباء ضیاء مصطفی اہلحدیث پتوکی کا نیا ٹیلی فون نمبر درج ذیل ہے

04942-423508